May 2004

# اس شمارے کے اہم عنوانات

## اداریہ

## جامعہ کے شب وروز

## قارئین کرام سے چند ضروری گذارشات

اداریہ

# ربیع الاوّل اور پیغام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

از مدیر

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

سال کے مہینوں کے نام رکھتے وقت ربیع الاول موسم بہار میں تھا اس لیے اس کا نام ربیع الاول ہوا۔ نیز سنت کی بہاروں کا منبع اور سرچشمہ بھی یہی ہے اس لیے ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حقوق (1) عظمت۔ (2) محبت۔ (3) اطاعت (بات ماننا) ہمارے ذمے ضروری ہیں۔ سارا سال ان کا دھیان رکھنا چاہیے۔ ان حقوق کے لیے کسی مہینے کو خاص نہیں کیا جا سکتا۔

**پیغام** : ایک بزرگ روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو اندر سے آواز آئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت پر عمل کرتا ہے وہ میرے نزدیک ہے اگر چہ وہ دور رہتا ہو اور جو میری سنتوں پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے دور ہے اگرچہ میرے بالکل نزدیک رہتا ہو پھر فرمایا کہ جاؤ اس کا اعلان کر دو۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ایک دوست تھے جو ذکر کے بڑے عاشق تھے ان کو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم زیادہ تعریفیں کرنے والے کی سفارش نہ کریں گے بلکہ کہنا ماننے والے کی سفارش کریں گے۔

اس سے ہمیں سبق لینا چاہیے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم صرف زبان سے تعریفیں ہی کرنے والوں میں شامل ہوں اور عمل نہ کرنے والے ہوں۔ ماہ ربیع الاول میں صرف ولادت باسعادت کا ذکر ہونا اور جس مقصد کے لیے آپ تشریف لائے (مثلاً بدعت اور گمراہی کو مٹانے کے لیے) انکا ذکر نہ کرنا اچھا نہیں۔ آپ کی ولادت اور وصال دونوں ربیع الاول میں طے شدہ ہیں تاریخ متعین کرنے میں کہیں حتمی فیصلہ نہیں ہے۔ اس مضمون سے متعلق تفصیلات اندر کے مضامین میں ملاحظہ فرمائیں۔ آخر میں یہ گذارش ہے کہ ہمیں اپنے دینی کاموں میں ایسے پالیسی اپنانی چاہیے جس طرح مشرف کام خراب کرنے میں مثلاً نصابی کتب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گانے سننے (العیاذ باللہ) جیسے جملے داخل کر کے عملی قدام کر چکا ہے۔ یعنی مشرف پالیسی کا خلاصہ دنیاوی کاموں میں یہ ہے مشورہ اعلان اور دعوئی کے لیے بغیر عملی اقدام کرنا ہے خدا کی لاٹھی بے آواز ہے ڈرنا چاہیے بہرحال ہمیں دینی کاموں میں زبانی دعوے کرنے کی بجائے سنتوں پر عمل کر کے عملی اقدام بارہ مہینے کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالی ہمیں سنتوں پر چلنے والا بنادے۔ آمین۔

# فہم قرآن

سلسلہ نمبر 12

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر
صاحب دامت برکاتہم
گکھڑ (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ O

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور کانوں پر بھی مہر لگا دی اور انکی آنکھوں پر پردے ہیں اور انکے لیے بہت بڑا عذاب مقرر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب رب تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں اور رب تعالیٰ نے ان کے کانوں پر ڈاٹیں چڑھا دی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تو وہ رب تعالیٰ سے زور آور تو نہیں۔ رب تعالیٰ سے طاقتور ہوتے تو پردے اُٹھاتے۔ رب رب ہے کافر بھی رب کو رب مانتے ہیں مشرک بھی رب تعالیٰ کے وجود کا منکر نہیں ہوتا۔ رب کے وجود کا قائل ہے بلکہ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو عام قسم کے مسلمانوں سے مشرک کی عقیدت رب سے زیادہ ہوتی ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ آٹھویں پارے میں مشرکوں کا طریقہ اور دستور بتایا گیا ہے کہ زمین سے جو پیداوار ہوتی تھی دانے پیدا ہوتے تھے۔ مِمَّا ذَرَءَ مِنَ الْحَرْثِ اور اسی طرح جانور جو ہوتے تھے جب مثلاً کسی کے دس جانور ہو جاتے تھے یا زمین میں سے دس من غلہ پیدا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ شرک کرنے والے کہا کرتے هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۔ پہلے رب کا حصہ نکالتے تھے زمین کی پیداوار میں سے بھی۔ هٰذَا لِلّٰهِ پہلے رب کا حصہ نکالتے تھے پھر کہتے ہیں هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا یہ ہمارے معبودوں کا ہے جو عام کلمہ گو ہیں جن کو دین کی حقیقت معلوم نہیں ہے وہ صرف بزرگوں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ وہ پہلے جا کر ان کا دھوں دھکاتے ہیں پھر رب کی طرف آتے ہیں قرآن کریم گیارہویں پارہ سورۃ یونس میں ہے کہ مشرک یہ کہا کرتے تھے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ کہ یہ اللہ کے سامنے ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے۔ اور ہم بڑے گھٹیا اور حقیر ہیں۔ ہماری وہاں تک رسائی نہیں۔ کہتے تھے اس طرح سمجھو کہ صدر مملکت کو ملنا ہو تو ہر رعیت کا آدمی تو نہیں مل سکتا۔ وہ درمیان میں واسطے تلاش کرے گا۔ کمشنر کا ہوگا وزیر اعلیٰ کا واسطہ ہوگا' ڈپٹی کمشنر کا ہوگا۔ ان ماتحت افسروں کے واسطے سے پہنچے گا براہ راست نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند

ہے۔ہم بڑے گرے ہوئے ہیں هٰـــــؤُلَآءِ شُـفَـعَآئُنَا عِنْدَاللّٰهِ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اور بیسویں پارہ سورۃ الزمر میں ہے کہ وہ کہتے تھے مَـانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس واسطے کہ یہ ہمیں ربّ کے قریب کرتے ہیں یہ ہماری سیڑھیاں ہیں' ہماری ان کے آگے اور ان کی رب کے آگے۔ ان کو رب نہیں مانتے تھے کہتے تھے کہ یہ ہماری سیڑھیاں ہیں اور چودھویں پارہ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَاتَـضْـرِبُـوْا لِلّٰـهِ الْاَمْثَـــالَ. ایسی مثالیں ربّ کے واسطے نہ بیان کرو۔وَاللّٰـهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ. رب جانتا ہے اور تمہارے صدر وغیرہ کچھ بھی نہیں جانتے بلکہ پہلے صدر تسلی کرے گا کہ کہیں مجھے کوئی مارنے تو نہیں آ رہا تو پھر ملے گا۔ کیا ربّ کو تمہاری ضرورتوں کا علم نہیں ہے۔ یہ مثالیں مت بیان کرو۔ پھر ایک مثال یہ دیتے تھے کہ مکان کی چھت پر چڑھنا ہو تو سیڑھیوں کے ذریعے چڑھ سکتا ہے اُڑ کر تو کوئی جا نہیں سکتا یہ ہماری سیڑھیاں ہیں اللہ بہت بلند ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں یہاں کونسی سیڑھی لگاؤ گے۔مشرک بظاہر ربّ کا بڑا عقیدت مند ہوتا ہے یہ بات عام ہے کہ کلمہ کو کافر اور مشرک ربّ کا منکر نہیں ہوتا تو اب یہاں بات یہ

سمجھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر اُن کے کانوں پر تو مہریں لگ جانے کے بعد ان کا کیا قصور وہ رب کی لگائی ہوئی مہریں اور ڈاٹیں تو اتار نہیں سکتے اب وہ کیا کریں جس طرح سورۃ المدثر میں آتا ہے یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَـاءُ وَيَهْـدِىْ مَنْ يَّشَـاءُ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے یہ قرآن جہان والوں کے لیے ہدایت ہے فَـاَعْـرَضَ اَكْثَرُهُمْ پس ان میں سے اکثریت نے اعراض کیا فَهُـمْ لَايَسْـمَعُوْنَ. پس وہ نہیں سنتے اور کہتے کیا ہیں وَقَالُوْا کہا انہوں نے قُلُوْبُنَا فِـىْٓ اَكِـنَّةٍ. اَكِنَّةٍ کنان کی جمع ہے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔مِـمَّـا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ اس چیز سے جس کی دعوت تم ہمیں دیتے ہو۔وَفِـــىْٓ اٰذَانِهِــــمْ وَقْـــرٌ اور اپنے کانوں میں ڈاٹیں چڑھائے ہوئے ہیں وَمِـــنْ بَيْنِـنَـا وَبَيْـنِـكَ حِجَابٌ ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے ہم نے آنکھوں کے آگے پردہ لٹکایا ہوا ہے۔ ان نگاہوں سے تجھے نہیں دیکھتے جن نگاہوں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں۔ فَاعْمَلْ اپنا کام کر اِنَّـنَا عٰمِلُوْنَ ہم نے اپنا کام کر دیا اب جن لوگوں نے اپنے کسب سے ارادے سے' اپنے عمل سے اپنے دلوں پر پردے تسلیم اور پسند کیے ہیں کانوں میں ڈاٹیں دی ہیں' آنکھوں کے آگے پردے لٹکائے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہےنُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی جدھر کو کوئی جانا چاہتا ہے ہم اُدھر ہی بھیج دیتے ہیں انہوں نے جب اپنے دلوں پر پردے مانے اور اسی پر راضی ہوئے اور اپنا عمل بنایا فَاعْمَلْ اِنَّنَا عَامِلُوْنَ کہا کہ تم اپنا عمل کرو ہم اپنا عمل کرتے ہیں یہ ہمارا عمل ہے ہم نے دلوں کو پردہ میں رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح جب قرآن کریم میں یہ پڑھو یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اس کی بھی قرآن پاک میں متعدد مقامات پر تفصیل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں۔ تیرہویں پارہ میں ہے وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ جو رب کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اور گمراہ کس کو کرتا ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ جب انہوں نے غلط راستے پر چلنا شروع کر دیا گمراہی شروع کر دی۔ رب نے بھی گمراہ کر دیا تو یہ آیات پڑھو تاکہ دھوکے میں نہ رہو کہ بندے کا کوئی اختیار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کفر اختیار کرنے کا اور ایمان اختیار کرنے کا (حق) دیا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ ومن شآءَ فَلْیَکْفُرْ وہ فرماتے ہیں۔

ایک معتزلہ وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز ہی نہیں کیونکہ اگر تقدیر مانتے ہیں تو پھر ہمیں نیکی کس چیز کی ملے گی جو لکھا ہے وہی کرتے ہیں اور دوسرا ان کے مقابلے میں فرقہ ہے جبریہ کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رب کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں۔ ہم کچھ نہیں کرتے رب ہی ہم سے سب کچھ کرواتا ہے۔ تقدیر کو نہیں مانتے بلکہ جبر مانتے ہیں۔ اہل حق فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے جتنا اختیار دیا ہے اتنا ہی پوچھا جائے گا۔ ایک سوال خاصا مشکل ہے وہ یہ ہے کہ سب کچھ پہلے سے لکھا ہوا ہے تو اس لکھے ہوئے کو تو ہم نہیں بدل سکتے پھر تو ہم مجبور ہوئے۔ بات سمجھنا سب کچھ پہلے تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

علماء متکلمین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ رب تعالیٰ کے علم میں تھا کیونکہ وہ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔ اس کے علم میں تھا کہ یہ شخص اپنی مرضی سے یہ کام کرے گا تو پہلے ہی لکھا ہوا ہے کہ یہ شخص اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے گا اپنی مرضی سے ایمان اختیار کرے گا تو اس طرح لکھا ہوا ہے اس طرح نہیں لکھا ہوا کہ اس کو اس طرح کرنا پڑے گا جو کرنا تھا وہ لکھا ہوا ہے وہ تقدیر آدمی کو مجبور نہیں کرتی تو فرمایا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ جب وہ مہروں پر راضی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام نہیں ہے۔ انسان مختار ہے ایمان لائے چاہے کفر کرے وہ لوگ جو متقی تھے ان کا نتیجہ تھا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہ فلاح پا گئے تو ان کافروں کا کیا نتیجہ نکلے گا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ان کے واسطے عذاب ہوگا بہت بڑا اللہ تعالیٰ کفر سے بھی اور کفر کے نتائج سے بھی اور عذاب سے بھی ہر مسلمان کو بچائے اور محفوظ رکھے۔

# علم حدیث

## حدیث شریف کا سبق پڑھنے کے آداب

حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
صدر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

**حدیث شریف پڑھنے کا ایک ادب**

یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے حدیث شریف پڑھنے والا اور پڑھانے والا باوضو ہو۔قریب زمانہ کے ایک محدث صاحب کو خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی لیکن ان سے مصافحہ نہ فرمایا اور ان کے دل میں ڈالا گیا کہ مصافحہ نہ فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ حدیث شریف بغیر وضو پڑھاتے ہیں۔

**حدیث شریف پڑھنے کا دوسرا ادب**

یہ ہے کہ اخلاص ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پڑھے اور پڑھائے۔نام روشن کرنا یا تنخواہ لینا مقصود نہ ہو۔اگر چہ ضرورت کی نیت سے اگر تنخواہ لے لے گا تو ثواب میں کمی نہ آئے گی لیکن مقصود دین کی خدمت ہو تنخواہ صرف ضروریات پوری کرنے کے لیے ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ کسی جگہ سے کچھ زائد تنخواہ کی پیشکش آئے تو بھاگ نہ جائے جب کہ یہاں دال روٹی کا گذارا ہو رہا ہو۔

**تیسرا ادب** یہ ہے کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو تو یہ شرم نہ کرے کہ اگر استاد سے پوچھا تو ساتھی یہ کہیں گے کہ اس کو یہ آسان بات بھی نہیں آتی۔ ضرور پوچھے اور سمجھے کوئی۔جو چاہے کہے۔

**چوتھا ادب** یہ ہے کہ حدیث شریف سمجھنے اور یاد کرنے میں خوب محنت کرے لیکن بھروسہ اپنی محنت پر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی عطا پر کرے۔

**پانچواں ادب** یہ ہے کہ جو نام لے پورے ادب سے لے مثلاً اللہ تعالیٰ یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**استادنا مدظلہ واٰخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔**

محمد سرور عفی عنہ

ماہنامہ علم وعمل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک نیا اصلاحی سلسلہ شروع کر رہا ہے جس میں حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب کے تین شیوخ (1) حضرت مفتی محمد حسن صاحب۔ (2) حضرت حاجی محمد شریف صاحب۔ (3) حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہم اللہ کے مفید ملفوظات ونصائح اور باطن کی اصلاح کیلئے مفید گر شامل ہیں۔

# رحمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک

مولانا محمد طیب الیاس صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں دیگر اوصاف کی طرح شفقت و رحمت کی صفت بھی کامل درجہ کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں آپ کو "رحمۃ للعالمین" اور "رؤف رحیم" کے معظم لقب سے نواز ا گیا ہے۔ آپ نے از خود فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی طرف بطور ہدیہ بھیجا گیا ہوں اور سراپا رحمت ہوں۔ (دارمی) ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ الحدیث (مسند احمد) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل وعیال سے شفقت کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہو۔ (صحیح مسلم)

دنیا میں آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، بیحد ستایا گیا مگر آپ نے ہمیشہ مخالفین سے رحمت ہی کا برتاؤ کیا صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مشرکین کے لیے بددعا کیجیے آپ نے فرمایا: "میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

یہ آپ کی شفقت و رحمت ہی ہے کہ آپ اُمت کے سامنے ایسے اُمور بھی واضح فرماتے ہیں جن سے انسان کو از خود بچنا چاہیے چنانچہ نمونہ کے طور پر چند امور پیش خدمت ہیں:
(1) آپ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر منڈیر نہ بنی ہو کر کیونکہ گرنے کا خطرہ ہے۔ (2) آپ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں جنات اور کیڑے مکوڑے رہتے ہیں جو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ (3) آپ نے فرمایا جو شخص (ہاتھ دھوئے بغیر) اس حالت میں سوگیا کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی تھی پھر اسے تکلیف پہنچ گئی (مثلاً کسی جانور نے ڈس لیا) تو وہ اپنی ہی جان کو ملامت کرے۔ (یعنی وہ خود قصوروار ہے کہ ہاتھ دھوکر نہیں سویا)۔

آپ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔ (ترمذی) چنانچہ رحمت وشفقت ہی کی ایک قسم بچوں کو چومنا اور پیار کرنا ہے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اُس نے لوگوں کو دیکھا کہ بچوں کو

چومتے ہیں۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: کیا آپ حضرات بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ نبی شفیق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں رحمت وشفقت نہیں رکھی تو میں کیا کرسکتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رات کے وقت دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ آپ حملے کے لیے دن کا انتظار فرماتے تھے۔ اس سے آپ کی دشمنوں پر بھی شفقت ظاہر ہوئی۔ انسان تو انسان آپ بے زبان مخلوق پر بھی بے حد رحم فرماتے تھے۔ ایک بار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جارہے تھے ایک مقام پر قیام فرمایا۔ وہاں ایک پرندے نے انڈہ دیا تھا۔ ایک صاحب نے وہ انڈہ اُٹھالیا۔ چڑیا سخت بے چین ہوکر پَر مارنے لگی۔ آپ نے پوچھا: کس نے اس کا انڈہ چھین کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ اُن صاحب نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے۔ آپ نے حکم فرمایا: ''انڈہ وہیں رکھدو''۔(الادب المفرد)

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود رحمت کی صفت سے مالا مال تھے اُمت کو بھی اس صفت سے مالا مال دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی امت کو رحمت وشفقت کی تعلیم و ترغیب دی ہے۔

فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔(بخاری ومسلم) فرمایا: حق تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے تم اہل زمین پر رحم کرو تو تم پر آسمان وزمین کا رب رحم کرے گا۔ (ابوداؤد) فرمایا: رحم دلی کی صفت سے وہی خالی ہے جو بدبخت ہے۔(ابوداؤد) فرمایا: جس نے آدمیوں پر رحم نہ کیا خدائے رحیم بھی اس پر رحم نہ کرے گا اور بدبخت کے سوا کسی کے دل سے رحمت نہیں نکالی جاتی۔(ترمذی)

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی شفیق صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ کو اپنا بنالو
اللہ سے لو لگالو
یہ زندگی اک مہلت ہے
سب رشتوں کو اب چھوڑو
اللہ سے رشتہ جوڑو
ہر عیب سے اب ہٹ کٹ کے
اللہ کو اپنا بنالو
اللہ سے غفلت کیسی
اللہ سے دوری کیسی
اب سب وردوں کو چھوڑو
اللہ کو ورد بنالو

# زبردست علاماتِ اخلاص

مولانا محمد شعیب صاحب
خانقاہ جامعہ اشرفیہ لاہور

اخلاص کی چند بڑی بڑی علامات بیان کر دیتا ہوں، ہر قسم کی عبادت خصوصاً دینی خدمات کرنے کے مواقع میں ان علامات کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے اگر آپ کی عبادات وخدمات اس معیار کے مطابق ہیں تو قبول ہیں ورنہ نہیں، ثواب کی بجائے موجب عذاب ہیں۔

**اخلاص و قبول کی پہلی علامت:**

فکر استدراج یعنی قبول نہ ہونے کا فکر۔

انسان جو بھی عبادت یا دینی خدمت انجام دیتا ہے اس کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ (1) اس کی عبادت وخدمت اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوتی ہے اور اس کا اثر وثمرہ دنیا میں بھی ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ (2) اس کی عبادت و خدمت اخلاص نہ ہونے یا کسی اور نالائقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوتی اور دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی یہ سزا ملتی ہے کہ اس عبادت وخدمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (3) دنیا میں تو محروم نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں خوب ترقی ہونے لگتی ہے، عبادت میں خوب شوق اور رغبت پیدا ہونے لگتی ہے اور دینی خدمات کا خوب اثر وثمرہ ظاہر ہونے لگتا ہے لیکن اس کے نامۂ اعمال میں بجائے حسنات اور نیکیوں کے سیئات اور برائیاں لکھی جارہی ہوتی ہیں۔

یہ تیسری حالت استدراج یعنی دھوکہ کہلاتی ہے۔ اگر کسی شخص کو بھی عبادات یا دینی خدمات میں ترقی دیکھ کر اس کے استدراج یعنی دھوکہ ہونے کا خیال آتا ہے اور فکر وخوف لگا رہتا ہے کہ کہیں میری یہ حالت استدراج یعنی مکر وفریب تو نہیں تو یہ اخلاص وللّٰہیت کی علامت ہے۔

اور اگر ایسا خیال کبھی آتا ہی نہیں ہمیشہ اپنے کمال ہی میں مگن رہتا ہے تو یہ اس کی عبادات اور دینی خدمات اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہیں۔ جن لوگوں میں اخلاص ہوتا ہے وہ دینی خدمات انجام دینے میں لذت نفس سے پاک ہوتے ہیں۔

اپنی کسی خوبی کے عین بتاتے وقت بھی نفس وشیطان کے فریب سے ہوشیار رہنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایت سے نظر ذرا سی ہٹ کر اپنے کمال پر گئی اور سیدھے جہنم میں، اتنی محنتیں اور مشقتیں بھی برداشت کیں اور بنایا جہنم کا سامان

اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

پھر اگر ایسے شخص کی کوئی ذرا سی تعریف بھی کردے پھر تو سبحان اللہ! کیا کہا' احمق سمجھنے لگتا ہے۔

میں واقعۃً ایسا ہی ہوں!

لوگوں کی واہ واہ انسان کو تباہ کردیتی ہے' اپنے نامناسب حالات کا خوب علم بھی ہے اس کے باوجود جب کوئی تعریف کرتا ہے تو نفس و شیطان کے فریب میں آکر خود کو کچھ سمجھنے لگتا ہے۔

ایک شخص نے اپنا گھوڑا بیچنے کو دلال سے کہا' دلال نے خریدار کے سامنے گھوڑے کی تعریف شروع کی تو مالک کہنے لگا!

یہ گھوڑا ایسا اچھا ہے تو رہنے دیجیے میں نہیں بیچوں گا۔

الغرض جس شخص سے اللہ تعالیٰ دین کا بہت زیادہ کام لے رہے ہوں' لوگوں کو اس سے بہت زیادہ دینی نفع پہنچ رہا ہو اور دین حاصل کرنے کے لیے لوگوں کا اس کی طرف بہت زیادہ رجوع ہو رہا ہو' ایسی حالت میں اسے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ توقع سے بہت زیادہ جو یہ دین کا کام لے رہے ہیں کہیں یہ استدراج یعنی مکر و فریب تو نہیں' ایسا تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ خدمت قبول نہ ہو مگر ڈھیل دے دی ہو' یہ سوچتے رہنا چاہیے' ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے اور استغفار و دُعاءِ قبول کرتے رہنا چاہیے۔ ساتھ ساتھ یہ دُعاء بھی پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ لَاتُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ' اے میرے رب! مجھے محشر کے دن رسوا نہ کیجیے ساتھ ساتھ دل کو عجب و کبر سے بچانے کے لیے یہ دُعاء بھی کرتے رہنا چاہیے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ شَانِیْ کُلَّهٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ اے وہ ذات جو زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والی ہے' بھٹکنے اور گرنے والوں کو سنبھالنے والی ہے' تیری بارگاہ میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ میرے تمام حالات کی اصلاح فرما (عقیدہ بھی صحیح ہو عمل بھی صحیح ہو اور کبھی دل میں یہ خیال بھی نہ آنے پائے کہ اس میں میرا کوئی کمال ہے) اور آنکھ جھپکنے کی دیر کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر۔ (ماخوذ از تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود)

یا اللہ! آپ نے جو عمل کی ظاہری صورت عطاء کی ہے ہم تیرے اس کرم کو واسطہ دے کر تجھ سے یہ دُعاء کرتے ہیں کہ اس میں اپنے فضل سے روح بھی عطاء فرما اور اسے قبولیت بھی عطا فرما آمین یارب العالمین۔

(باقی علامات آئندہ انشاء اللہ)

# فضائل درُود شریف

از افادات: حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

(1) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مسلم، ترمذی) (2) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جو مسلمان نبی علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس شخص پر ستر بار صلاۃ (رحمت ودُعاء) بھیجتے ہیں۔ (مسند احمد)۔ (۳) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ نیز اس کے دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (نسائی وابن حبان)۔ (4) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق اور دوزخ سے براءت لکھ دیتے ہیں اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائیں گے۔ (طبرانی)۔ (5) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک قیراط ثواب لکھ دیتے ہیں۔ وہ قیراط وزن وحجم میں اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)۔ (6) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ (رواہ ابن شاہین)۔ (7) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر روزانہ سو مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرما دیتے ہیں۔ جن میں ستر حاجتیں آخرت سے متعلق ہوتی ہیں اور تیس حاجتیں دنیا سے وابستہ ہوتی ہیں۔ (رواہ ابن مندہ)۔ (8) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ درود ایک بار پڑھ لے "جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ" اس نے ہزار دنوں تک ستر فرشتوں کو تھکا دیا ثواب لکھنے کی وجہ سے (رواہ ابونعیم)۔ (9) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کتاب میں درود لکھ دے فرشتے مسلسل اس کے لیے اس وقت تک مغفرت مانگتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں لکھا ہوا ہو۔ (طبرانی)۔

﴿بقیہ صفحہ نمبر 15 پر﴾

# ذکر اللہ اور تلاوت قرآن سے غفلت کیوں؟

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری قدس سرہٗ

یکے از تلامذہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب

آج کل ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو چھوٹوں کو بڑوں کو بچوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ صبح ہوتی ہے تو سب سے پہلے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ گھنٹے آدھ گھنٹے بعد ناشتہ کر کے بناؤ سنگھار کر کے بچے اسکول کی راہ لیتے ہیں اور بڑے ملازمتوں کے لیے چل دیتے ہیں۔ عورتیں اور چھوٹے بچے ٹی وی سے گانا بجانا سنتے رہتے ہیں۔ جب اسکول والے بچے واپس آتے ہیں تو وہ بھی گانا سننے میں لگ جاتے ہیں۔ کہاں کا ذکر، کہاں کی تلاوت سب حب دنیا (دنیا کی محبت) میں مست رہتے ہیں، بہت کم کسی گھر سے کلام اللہ پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ ذکر اللہ اور تلاوت کلام اللہ کے لیے لوگوں کی طبیعتیں آمادہ ہی نہیں، محلے کے محلے غفلت کدے بنے ہوئے ہیں، اکا دکا کسی گھر میں کوئی نمازی ہے۔ اس افسوس ناک ماحول کی وجہ سے اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید پڑھے اور اپنے ہر بچے کو لڑکا ہو یا لڑکی قرآن شریف پڑھائے اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر گھر کا ہر فرد کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے تا کہ اس کی برکت سے ظاہر و باطن درست ہو اور دنیا و آخرت کی خیر (بھلائی) نصیب ہو۔

اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کی برکتیں اور سعادتیں ایسی بے انتہا ہیں جن کا پتہ انہیں نیک بندوں کو ہے جو اپنی زندگی کا حصہ ان پر لگائے رہتے ہیں۔

ہر شخص اپنے اپنے حالات اور اپنی اپنی فرصت کے اعتبار سے اپنے لیے کوئی ایسا دستور العمل بنا لے جس پر (وہ) عمل کرتا رہے۔

## پانچ چیزوں میں جلدی کیجیے

(1) نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کر لیں۔ (2) موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کریں۔ (3) جب کوئی آدمی مر جائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کریں۔ (4) تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کریں۔ (5) جب بیٹی یا بیٹے کے لیے مناسب رشتہ مل جائے تو جلدی کریں۔

# ربیع الاول اور نبی آخر الزمان حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دنیا میں آمد

تحریر:
محمد فاروق صاحب
متعلم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

سردار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۲۲ اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بروز پیر بوقت نماز فجر پونے پانچ بجے صبح اس دنیا میں مکہ مکرمہ کی سرزمین پر تشریف لائے آپ کے جد امجد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ نے آپ کا نام احمد رکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان پر میرا نام احمد ہے اور زمین پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے باقی نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر پیدائش کے وقت نجاست وگندگی سے بالکل پاک صاف تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون تھے۔ جب تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی اٹھائی تو حضرت آمنہ فرماتی ہیں میرے اوپر سارا جہاں روشن ہوگیا اور مجھے شام کے محلات ایران کے محلات اور یمن کے محلات مکے میں بیٹھے بیٹھے نظر آ رہے تھے۔

اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ایک سمندر کی مچھلیوں نے دوسرے سمندر کی مچھلیوں کو خوشخبری دی کہ آج دو جہاں کے سردار دنیا میں تشریف لے آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے پر بڑے بڑے بادشاہوں کے تخت اُلٹے ہو گئے اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ساری دنیا کے بت زمین پر گر پڑے تھے جب لوگ اپنے بت خانوں میں گئے تو دیکھا کہ ساری دنیا کے بت خانوں کے بت زمین پر گرے پڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے پر قیصر و کسریٰ کے محلات میں دراڑیں پڑ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دن اس دنیا میں تشریف لائے تو ایران کے محل میں ہزاروں سال سے آگ لگی ہوئی تھی وہ آگ بجھ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ایک بادل آیا اُس بادل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپا لیا اور اس بادل میں سے آواز آئی اس بچے کو مشرق پھراؤ اور اس بچے کو مغرب پھراؤ تا کہ سارا جہاں اُن کے نام کو اُن کی ذات کو اور اُن کی صفات کو جان لے اور اس بچے کو آدم علیہ السلام کے اخلاق دو اور

شیث علیہ السلام کی معرفت دو اور نوح علیہ السلام کی شجاعت و بہادری دو اور صالح علیہ السلام کی فصاحت دو اور لوط علیہ السلام کی حکمت دو اور ابراہیم علیہ السلام کی دوستی دو اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دو اور اسحاق علیہ السلام کی رضا دو اور یعقوب علیہ السلام کی بشارت دو اور یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دو اور موسیٰ علیہ السلام کی شدت اور یوشع علیہ السلام کا جہاد اور دانیال علیہ السلام کی محبت دو اور الیاس علیہ السلام کا ذوق دو اور داؤد علیہ السلام کی زبان اور ایوب علیہ السلام کا دل دو اور یونس علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری اور یحییٰ علیہ السلام کی پاک دامنی اور عیسیٰ علیہ السلام کا زھد وتقویٰ دو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق اس بچے کے اندر اتار دو اور ختم نبوت کا تاج اس بچے کے سر پر سجایا گیا۔

یہ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو رہا ہے آپ کو نبوت کب ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کب ملی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوئے اس لیے پچھلا معلوم کرنا چاہتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا جا رہا تھا میں اس وقت بھی نبی تھا اور ابھی پتلا بھی نہیں بنا تھا آدم علیہ السلام مٹی کی شکل میں پڑے ہوئے تھے میں اس وقت بھی نبی تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے اندر روح پڑی تو میں نے عرش پر دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ میں جنت میں داخل ہونے لگا تو جنت کے دروازے پر دیکھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ میں جنت میں داخل ہوا تو جنت کے درختوں کو دیکھا ان پر اور ان کے پتوں پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور میں نے جنت کی حوروں کو دیکھا ان کے ماتھے پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

۴۰ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی اور ۶۳ سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمری مہینے کے لحاظ سے اس دنیا میں رہے اور شمسی مہینے کے لحاظ سے ۶۱ سال ۸۴ دن بنتے ہیں۔ اور ۲۳ ہجری ۱۲ ربیع الاول بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے (چلے گئے) پردہ فرما گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے پر جانوروں کو بھی اتنا دکھ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ نے کچھ نہ کھایا پیا اور بھوکی ہی مر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے نے کنویں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی۔ آج کے مسلمان کو ذرہ برابر غم نہیں لگا۔

# اولیاء اللہ کے اخلاق واقوال

از مولانا عبدالرحمٰن
مدرس جامعہ اشرفیہ جامعہ عبداللہ بن عمر

## حلال کھانا اور دعوت ..............

سلف صالحین رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جس کے مال میں شبہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ امیر ہو یا رئیس، قاضی ہو یا صوفی تو اس کی دعوت قبول نہ کرتے تھے۔

**مشتبہ کھانے کی علامت:** یعنی جس کھانے میں شبہ ہو اس کی علامت انسان کا مختلف قسم کے کھانے بنانا ہے کیونکہ اگر وہ حلال مال تلاش کرتا تو اسے حلال سے اتنا نہ ملتا جس سے مختلف قسم کے کھانے بنتے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے آپ پر فخر کرنے والوں کی دعوت سے منع فرمایا ہے۔

یعنی اگر حلال یقینی طور پر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اگر شبہ ہو یا کسی طرح حرام کی آمیزش ہو تو وہ مشتبہ (شبہ والا) شمار ہوگا اور حدیث شریف میں ہے **الحلال بین والحرام بین وبینھا مشتبھات** ۔ کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ چیزیں شبے والی ہیں ان کو بھی چھوڑنا چاہیے۔

**حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:** فرماتے تھے کہ پرہیزگار کے سوا کسی کا کھانا مت کھاؤ اور اپنا کھانا پرہیزگار متقی کے سوا کسی کو نہ کھلاؤ۔ آپ کسی کی دعوت ولیمہ اس وقت تک قبول نہ کرتے جب تک کہ آپ کو صاحب ولیمہ کی دینداری پر کامل اعتماد نہ ہوجاتا۔

**حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:** کسی کی دعوت کو منظور نہ کرتے جب تک انہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہاں کوئی ایسی شے نہ ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

**شفیق بن ابراھیم رحمہ اللہ** فرماتے تھے کہ آج کل ولیمہ سنت کے مطابق نہیں ہوتا اور مجھے دعوتوں کو منظور کرنے میں شرم آتی ہے۔

**سفیان ثوری رحمہ اللہ** اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے تھے کہ حتی الامکان دعوتوں میں حاضر ہونے سے پرہیز کرو مگر جہاں بدعت نہ ہو کیونکہ آدمی جب کسی کے برتن میں کھاتا ہے تو ذلیل ہوجاتا ہے۔

**امیر المؤمنین حضرت عمر و**

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دعوتوں میں جانا پسند نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ یہ دعوت فخر و مباحات کے طور پر نہ ہو (فخر یہ جملے اور ایک دوسرے پر ناز کرنا جب کہ عام طور پر یہ دعوتوں میں ہوتا ہے)۔

**حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول۔** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیں ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے سے روکا گیا ہے جس کے کھانے میں ریا اور فخر کی علامات ہوں۔ ان سب قول و عادات سے معلوم ہوا کہ رزقِ حلال بہت ضروری ہے اور اس میں حرام کی ملاوٹ سے بہت احتیاط کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف کے مطابق حرام کھانے والے کی دُعاء قبول نہیں ہوتی اور دُعاء کی قبولیت کی شرائط میں سے ایک بڑی شرط یہ ہے کہ اس کا کھانا، پینا، پہننا سب حلال سے ہو۔ آج ہمیں اس بات کا خاص اہتمام کرنا چاہیے کہ خالص رزق حلال کھایا جائے اور اس میں برکت اور نور بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر رزق حلال کمانے اور حلال پر ہی اکتفاء کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین ثم آمین۔

**(بقیہ صفحہ 10 فضائل درود شریف)**

(10) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اپنی مجلسوں کو درود شریف سے مزین کرو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے قیامت کے دن نور کا باعث ہے۔ (دیلمی)۔ (11) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ بخل کافی ہے کہ اس کے پاس میرا ذکر ہو جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (دیلمی)۔ **فائدہ:** علماء لکھتے ہیں کہ ہر مجلس میں پہلی مرتبہ نبی علیہ السلام کے ذکر کے وقت درود پڑھنا واجب ہے اور اس کے بعد جب نبی علیہ السلام کا دوبارہ ذکر کیا جائے تو درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ (12) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو بھولنے کا خطرہ ہو (یا وہ اس بیماری میں مبتلا ہو) تو وہ شخص (بطور علاج) کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔ (ابن بشکوال)۔ (13) نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ درود شریف تمہارے لیے ہر شے میں برکت وطہارت کا سبب ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

(ماخوذ از البرکات المکیۃ)

سلسلہ تلخیص بیانات حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

# سلسلہ نمبر 12 قرآن اور سائنس

ملخص
مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

(حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا کہ جیسے تمام قرآن پاک شرح ہے صرف تین مضامین کی توحید' رسالت' قیامت اسی طرح حضرت حاجی صاحب نے ساری مثنوی کا خلاصہ دو مضامین نکالے ایک توحید حالی' دوسرا حقوق شیخ۔

**تشریح:** اس ملفوظ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک اور مثنوی شریف کا خلاصہ ارشاد فرمایا۔ ایک موقع پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں کتابیں الجیلی ہیں۔ الجیلی کے معنی ہیں کہ قابو میں نہیں آتیں' کیونکہ ان میں بہت سارے علوم ہیں۔

جَمِیْعُ الْعُلُوْمِ فِی الْقُرْآن
وَلٰکِنْ تَقَاصَرَ عَنْهَا اَفْهَامُ الرِّجَال

کہ "قرآن پاک میں سب علوم ہیں لیکن مردوں کی سمجھیں ان سے کوتاہ ہیں"۔ سب مضامین کا مطلب یہ ہے کہ سب ضرورت کے مضامین قرآن پاک میں ہیں یہ نہیں کہ نعوذ باللہ کوئی تپائی بنانے کا طریقہ بھی قرآن پاک میں ہے۔ بعض لوگ سائنس کو قرآن پاک میں داخل کرنا چاہتے ہیں یہ غلط ہے۔ اکابر کی تصریح ہے کہ قرآن پاک میں سائنس کا بیان کرنا قرآن پاک کا مقصد نہیں ہے کیونکہ یہ معمولی چیز ہے اس لیے اس کو کافر بھی جان لیتے ہیں۔ اگر یہ کوئی قیمتی چیز ہوتی تو کافروں کی اس تک رسائی نہ ہوتی کافر تو باغی ہیں کافر کی خاص چیز کی طرف کہاں رسائی ہوتی ہے۔ سائنس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اصول یہ ہے کہ جو بھی اس میں لگتا ہے اس کے ذہن کے اندر ڈالتے جاتے ہیں اللہ پاک ہی ذہن میں ڈالتے ہیں اور جب چاہتے ہیں وہ ڈالتے ہیں اور جب چاہتے ہیں نہیں ڈالتے۔ انسان اپنے اختیار سے سائنس کی کوئی ایجاد نہیں کرسکتا اگر اپنے اختیار سے کرسکتا تو جو ایجادیں آج ہوئی ہیں وہ ہزار سال پہلے ہی انسان کرلیتا انسان تو ہمیشہ خواہش مند رہا ہے کوشش بھی کرتا رہا ہے مگر یہ سب اس کے بس میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ کہ جو کوشش کرتا ہے اس کو ہم دے دیتے ہیں اس میں ایمان' نیکی اور تقویٰ شرط نہیں ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز مقصود حیات نہیں ہے بلکہ ذریعہ ہے جیسے جوتا ذریعہ ہے چلنے کا' مقصود جوتا نہیں محض آسانی کا ذریعہ ہے۔ جیسے کپڑے' کھانا' پینا یہ سب آسانی کے ذریعے ہیں مقصود حیات نہیں۔ ایسے ہی سائنس کی چیزیں ہیں یہ ذریعہ ہیں مقصود حیات نہیں' اسی لیے قرآن وحدیث میں ان کی طرف توجہ نہیں کی گئی اسے زبردستی قرآن پاک میں تھوپنا کہ فلاں ایجاد

قرآن پاک سے ثابت ہے سب غلط ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ سائنس کے اصول اور تحقیق بدلتی رہتی ہیں اگر آپ خدانخواستہ سائنس کے کسی ایک اصول کو قرآن پاک میں داخل کریں گے تو بیس سال کے بعد سائنس دان اس کی تردید کر دیں گے۔ جیسے علم ہیئت (علم فلکیات) کی تحقیق تھی کہ زمین ساکن ہے اور سورج چلتا ہے۔ بعد کے اہل ہیئت کی تحقیق یہ ہو گئی کہ سورج کھڑا ہے اور زمین اس کے گرد چکر کاٹتی ہے اپنے مرکز پر بھی چکر کاٹتی ہے اور سورج کے اردگرد بھی چکر کاٹتی ہے۔ اگر خدانخواستہ پہلی تحقیق کو قرآن پاک میں داخل کر لیا جاتا تو نعوذ باللہ قرآن پاک کی بات غلط ہو جاتی اس لیے وہ بیوقوف دوست کی طرح ہیں جو سائنس کو قرآن پاک سے ثابت کر دیتے ہیں۔ ایک دوست نے ایک شعر کتاب میں پڑھ لیا کہ ”دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست در پریشان حالی و درماندگی“ کہ دوست وہ ہوتا ہے کہ جو دوست کا ہاتھ پکڑے پریشانی کی حالت میں۔ جس دوست نے یہ شعر پڑھا اس نے ایک دن دیکھا کہ اس کا دوست کسی سے لڑ رہا ہے وہ ان کے قریب گیا اور اپنے دوست کے ہاتھ پکڑ لیے‘ دوسرے مارنے والے نے اس کے دوست کی خوب مرمت کی مار کھانے والے نے اپنے دوست سے پوچھا یہ تم نے کیا حرکت کی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کیا ہے کہ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ پکڑے۔ میں نے ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ لوگ ایسے ہی دوست ہوتے ہیں جو چیزیں قرآن وحدیث کا مقصد نہیں ہیں یہ ان میں داخل کرتے رہتے ہیں یہ غلط ہے۔

قرآن وحدیث پاک کا مقصد صرف دین اور آخرت ہے صرف رضائے حق تعالیٰ ہے اور یہ سب مشکل اور مہنگی اور قیمتی چیز ہے سو سال بھی آدمی کوشش کرتا رہے سوچتا رہے وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ صبح سورج نکلنے سے پہلے اُٹھ کر چار رکعتیں پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ اس کو کیا معلوم کیسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ سب قرآن پاک اور حدیث سے معلوم ہوا۔ یہ معمولی چیز نہیں یہ قیمتی چیز ہے ہمیں مسائل آسانی سے مل جاتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ معمولی سی چیز ہے دین کا ایک ایک حکم انتہائی قیمتی ہے۔ کیونکہ اس سے ہمیشہ کی زندگی بنانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے ان احکام کے مطابق یہ دنیا کی چند روز کی زندگی اگر گزار لو گے تو ہمیشہ کی زندگی میں آرام‘ راحت اور عیش و عشرت سے رہو گے۔ تو بہر حال اس ملفوظ میں قرآن پاک کا خلاصہ بیان فرمایا اور مثنوی شریف جو فارسی کی ایک نظم کی کتاب ہے اور الہامی کتاب شمار کی گئی ہے کا خلاصہ بیان فرمایا۔ ایک وحی ہے اور دوسرا ایک بزرگ کا الہام۔ الہام اگر قرآن وحدیث کے مطابق ہے تو ٹھیک ہے اگر قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو دیوار پر مارنے کے قابل ہے کسی کا الہام قرآن وحدیث کے مقابلے میں معتبر نہیں۔ الہام‘ خواب کا کوئی اعتبار نہیں جب تک وہ شریعت کے مطابق نہیں۔ تو مثنوی میں یہ دو مضمون زیادہ تر ہیں ایک حقوق شیخ

اور ایک توحید حالی اور قرآن پاک میں تین مضمون فرمائے ہیں توحید' رسالت اور قیامت۔ اسلام کے یہ بنیادی عقیدے ہیں۔ قرآن پاک میں کچھ اصول بتا دیئے ہیں تفصیل حدیث شریف میں موجود ہے۔ حدیث شریف کی تفسیر ملائے بغیر قرآن پاک پر عمل نہیں ہوسکتا۔ قرآن پاک میں حکم ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔ اب اس کا کیا طریقہ کتنی نمازیں ہیں؟ ہر ایک کی کتنی کتنی رکعتیں ہیں؟ کیا کیا فرائض ہیں؟ اس کی قرآن پاک میں کہیں بھی تفصیل نہیں ہے یہ سب چیزیں حدیث شریف سے معلوم ہوئیں۔ حدیث شریف میں پوری تفصیل موجود ہے جو اشارے موجود ہیں ان کو فقہاء نے سمجھ کر ہمیں بتا دیا فقہاء اشارے بھی سمجھتے ہیں نبوت اور قرآن پاک کے مزاج شناس ہیں یہ ذوق اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ پہلی چار صدیوں میں اللہ تعالیٰ نے علماء حضرات کو اجتہاد کا ذوق عطا فرمایا۔ انہوں نے ذوق اجتہاد کے ساتھ قرآن و حدیث ہی کی مدد سے انہی کی تفصیلات بیان کی ہیں کوئی بات انہوں نے قرآن و حدیث سے باہر نہیں کی۔ اصول نکالے ہیں پھر ان اصولوں کی روشنی میں مسائل کو حل کیا ہے اسی کا نام اجتہاد ہے اس چیز کا نام اجتہاد نہیں کہ میری سمجھ میں ایک نقطہ آ گیا تو میں مجتہد بن کر بیٹھ گیا۔ اکابر کی تحقیق کے مطابق اجتہاد کا دروازہ پہلی چار صدیوں کے بعد بند ہو گیا ہے۔ چار صدیوں کے بعد آج تک دنیا میں ایک بھی مجتہد نہیں آیا۔ دلیل اس کی استقراء یعنی تلاش ہے۔ دروازہ تو کھلا ہے لیکن اس میں سے گذرنے والے کوئی نہیں۔ جھوٹا دعویٰ جو کرتا ہے اس کو علماء پہچان لیتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ تو بہرحال اصل تو قرآن و حدیث ہیں اجماع اور قیاس ان کے تابع ہیں۔ کل چار دلیلیں ہیں ان چاروں کی مدد سے قیامت تک کے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث کی شرح جس کو فقہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا انعام ہے ایک ایک مسئلہ انتہائی قیمتی ہے۔ اگر ایک ایک لاکھ لے کر بھی ایک ایک مسئلہ بتا دیا جاتا تو یہ قیمت کم تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم اور احسان ہے کہ بغیر کسی فیس بغیر کسی خرچ کے مسائل ہمیں بتا دیئے ہیں اور آسانی سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے ان کے دین کو بری طرح بگاڑ دیا حتیٰ کہ صحیح دین تلاش کرنا پڑتا تھا انجیل اور قرآن کے نازل ہونے میں پونے چھ سو سال کا فاصلہ ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ انجیل کی زبان بھی معلوم نہیں کہ کس زبان میں نازل ہوئی تھی۔ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ' حرف' زیر' زبر' پیش سب محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم نے ذکر کو اتارا ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ تو بہرحال قرآن پاک اور حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے بڑے انعام ہیں ان کے مسائل فقہ کے اندر موجود ہیں انہیں سمجھنا چاہیے ان پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے حق تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

میں حد سے زیادہ تکلف کرنا اور غیر ضروری آرائش پر حد سے زیادہ اخراجات کرنا جو بلاشبہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ (4) ان محفلوں میں تصویر اتارنا، جلسوں کے انتظامی انہماک کی وجہ سے یا رات کو دیر تک جاگنے کے سبب فرض نماز ترک کرنا یا اس کا قضا ہوجانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (5) ان محفلوں میں بعض اوقات بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی کہانیاں بیان کر دی جاتی ہیں جو صحیح اور معتبر روایات سے ثابت نہیں ہوتی حالانکہ اس مقدس موضوع کے نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعات نہایت احتیاط سے بیان کیے جائیں۔ (6) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شعبۂ زندگی سے متعلق واضح ہدایات اور تعلیمات امت کو عطا فرمائی ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی تمام تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے۔ عبادات، معاملات، معاشرت اور اعمال و اخلاق پر سیر حاصل گفتگو کی جائے لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ آج کل کی زیادہ تر میلاد کی محفلوں میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے یا زمانہ نبوت سے پہلے کے حالات بیان کیے جاتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ آپ کے معجزات کا کچھ بیان ہو جاتا ہے لیکن عموماً تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جامع تعلیمات نبوی کا بیان نہیں ہوتا اور ان کی جگہ خرافات، مفاسد اور منکرات نے لے لی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مروجہ میلاد کی محفلیں قابل ترک ہیں لبتہ اگر ان مفاسد میں سے کوئی نہ ہو اور شرعی حدود آداب کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کوئی محفل محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر منعقد کر لی جائے تو اس میں انشاء اللہ سراسر خیر و برکت ہے۔ (7) حاضرین کھڑے ہو کر نعت خوانی کرتے ہیں اس عقیدہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں تشریف لا رہے ہیں یہ عقیدہ غلط اور باطل ہے اور اس طرح کا قیام شرعاً ناجائز ہے۔

علامہ ابن حجر الہیثمی فرماتے ہیں "ونظير ذالک فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم و وضع امه له من القيام وهوا ايضا بدعة لم يرد فيه شي" (الفتاوىٰ الحديثيه ص ۵۸)

(8) نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں جو مشہور ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا یقینی طور پر درست نہیں ہے علامہ نووی نے چار قول اس کے بارے میں نقل کیے ہیں اور ترجیح کسی ایک کو بھی نہیں دی پہلا قول یہ ہے کہ دو ربیع الاول کا دن تھا دوسرا یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا تیسرا یہ کہ دس تاریخ تھی اور چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا۔ جب کہ علامہ حلبی کا رجحان سیرت حلبیہ میں 9 تاریخ کی طرف ہے۔

# آسمانی شہادت

مولانا محمد عمر فاروق صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر

خلاء میں کرۂ ہوا میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منقش ہونا نہایت لطیف اور ایمان افروز واقعہ ہے۔ امداد الفتاویٰ میں حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں یہ واقعہ فروری ۱۹۲۷ء بعد از مغرب کا ہے اور سب اخباروں نے قریب قریب ایک جیسے الفاظ سے نقل کیا ہے۔ ہم یہاں (امداد الفتاویٰ) وہ تحریر نقل کرتے ہیں جو ہم (حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری) کو ایک نہایت معتبر ذریعہ سے پہنچی ہے۔ وہ یہ ہے کہ میرے (حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری) ایک دوست نے جن کو میں عرصہ سے جانتا ہوں خود اپنا چشم دید یہ واقعہ مجھ کو لکھا۔ میں نے ان کو جواب میں لکھا کہ یہ واقعہ ایسا نہیں کہ صرف آپ نے دیکھا ہو آسمانی شہادت ہے اس کو صدہا آدمیوں نے دیکھا ہوگا براہ مہربانی جس قدر آدمی آپ کے علم میں ہیں ان کے دستخط اور نشان انگوٹھا لگوا کر بھیجئے چنانچہ انہوں نے ۴۵ آدمی دیکھنے والوں کی تصدیق مع نام و پتہ و ولدیت و سکونت لکھ کر ایک خط کے ساتھ بھیجی۔

نقل خط: ۱۵ شعبان ۱۳۴۵ھ بروز منگل بمطابق ۸ فروری ۱۹۲۷ء ۲۲ ماگھ ۱۳۳۴ فصلی کو بعد از نماز مغرب ہم لوگوں نے جنگل موضوع پر لیا پرگنہ جھتاری تحصیل دیوی بھوپال میں یہ واقعہ دیکھا کہ:

مغرب کی طرف جہاں ایک چمکدار ستارہ شام کو نکلتا ہے اس ستارہ کے قریب سے ایک بہت روشن ستارہ ٹوٹا اور کچھ دور اس ستارہ سے شمال کی جانب جا کر غائب ہو گیا۔ جہاں سے یہ روشن ستارہ ٹوٹا تھا اور جہاں تک جا کر غائب ہوا تھا ایک روشن لکیر شکل سانپ کے بنی پھر وہ لکیر آہستہ آہستہ موٹی ہو کر نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریب قریب اسی صورت کا جیسا کہ میں نے بنایا ہے بن گیا اور وہ بہت بڑا تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میم سے ایک بہت باریک لکیر اس مقام تک گئی تھی جہاں سے ستارہ ٹوٹا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک یہ نام مبارک قائم رہا۔ پھر کم ہوتے ہوتے غائب ہو گیا۔

جن حضرات نے یہ واقعہ دیکھا ہو وہ ذیل میں اپنے تصدیقی دستخط کر دیں۔ (اس کے بعد ۴۵ افراد مسلمان، ہندو، سکھ) کے دستخط ہیں اور سب نے واقعہ کی تصدیق کی ہے"۔ انتہا۔

امداد الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ امید قوی ہے کہ یہ اشارہ ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے ظہور علو کی طرف اور غالب یہی ہے کہ مقصود اس نشان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام مبارک ہے اور اس صورت میں بجائے آسمانی نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارضی نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (کما ورد فی الحدیث) ظاہر ہونا علوفی الارض کی طرف اشارہ ہوگا اور احتمال مرجوح یہ بھی ہے کہ اس سے امام مہدی علیہ السلام کا نام مراد ہو۔ (الحدیۃ الکبری)

# شرعی محبت یا جذباتی محبت

جناب مولانا ضمران صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں چاشنی اور مٹھاس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دیکھئے لفظ محبت ایک ایسا ہی لفظ ہے جس کے اندر مٹھاس پائی جاتی ہے اور اس کے معنی بھی نسبت کے ساتھ ساتھ عجیب معنی دیتے ہیں۔ محبۃ یہ عربی کا لفظ ہے اور مصدر بھی ہے جس کے لغوی معنی کسی چیز کو اچھا جانتے ہوئے چاہنا۔ اگر اس کی نسبت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو معنی ہوگا حصول قرب کو چاہنا اگر خدا کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو انعام واحسان کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

(لغات القرآن ص۳۲۲ ج ۵)

لہذا معلوم ہوا کہ محبت کا ایک دائرہ ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے جو شخص محبت کو شریعت کے اندر رہتے ہوئے حاصل کرے اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو یہ محبت شرعی محبت ہوگی اور اگر شریعت کی حدود سے باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کو حاصل کرے وہ معیار محبت میں درست نہ ہوگا بلکہ جذباتی محبت ہوگی گویا کہ محبت تو ہے لیکن جذبات کی وجہ سے مغلوب ہو کر شریعت کی حدود سے باہر نکل گیا یہ بات مسلم ہے کہ جو کام جذباتیت کے ساتھ کیا جائے اس میں محبت کم اور بیوقوفی زیادہ ہوگی کیونکہ جب جذبات غالب آجائیں تو عقل مغلوب ہو جاتی ہے پھر انسان اچھے اور برے کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

محبت رسول ہمارے ایمان کا جز ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نہیں ہے مومن تم میں کوئی ایک یہاں تک کہ میں زیادہ پسندیدہ نہ ہوں اس کی طرف اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے۔ (مشکوۃ ص۱۲)۔

جی ہاں محبت رسول یہ نہیں ہے جلوس نکالیں یا مخصوص مواقع پر محافل کا انعقاد یا مخصوص ایام میں چراغاں کر لیں اس کو تو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی۔ جو محسن انسانیت ہو شافع مشفع ہو اس کے حصول قرب کے لیے چند ایام یا چند گھنٹوں کو متعین کرنا اور کہنا کہ محبت رسول کا حق ادا کر دیا سراسر غلط فہمی ہے بلکہ حق اس وقت ادا ہوگا جب ہر کام شریعت اور سنت کے مطابق ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں محبت رسول کے نام پر جو کچھ ہوتا ہے وہ شریعت کے دائرہ سے

باہر ہے جو چیز شریعت سے باہر ہو اس سے حصول قرب ممکن نہیں۔ محبت کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن پورا اترنا مشکل ہے۔ اصول یہ ہے کہ دعویٰ کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے بغیر دلیل کے دعویٰ بیکار ہے آج ہر کام سنت کے خلاف اور دعویٰ عاشق رسول کا ذرا اپنی حالت اور حرکتیں سنت کے پیارے آئینہ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ شرعی محبت نہیں بلکہ جذباتی محبت ہے۔

عروہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ہیں تو وضو کرنے میں جو پانی نیچے گرتا ہے اس پر آپ کے صحابہ ٹوٹ پڑتے ہیں گویا کہ لڑ پڑیں گے اور اگر لعاب دہن گرتا ہے عقید تمند ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں جب آپ کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو یہ حضرات خاموش ہو جاتے ہیں آپ کی جلالت شان کی وجہ سے کوئی شخص ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ (سیرت ابن ہشام: ص۳۱۴ ج۲)

ان صحابہ کی محبت کو دیکھ کر ہمیں بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں معیار بننا چاہیے۔

## مسواک بہت بڑی نعمت ہے

### ہر وضو میں مسواک کرنا نہ بھولیے

(1) چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں:
(i) ختنہ۔ (ii) خوشبو۔ (iii) مسواک۔
(iv) نکاح۔ (حدیث ترمذی شریف)

(2) مسواک سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔ (3) ثواب ستر گناہ بڑھتا ہے۔ (4) عرش اُٹھانے والے فرشتے مسواک کرنے والے کیلئے دُعا کرتے ہیں۔ (5) انبیاء حضرات کی دُعا بھی مل جاتی ہے۔ (6) پل صراط سے بجلی کی طرح گزرنا مسواک کی بدولت نصیب ہوگا۔ (7) مسواک کرنے کی وجہ سے قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ (8) ملک الموت نیکیوں کی شکل میں آتے ہیں۔ (9) جنت کے دروازے کھلتے اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں۔ (10) مسواک کی پابندی کرنے والے کی روح آسانی سے نکلتی ہے۔

مزید مسواک کے مسائل اور فضائل درکار ہوتو اسی نام سے رسالہ بازار سے مل جاتا ہے۔

# نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت پر اثر جامع وعظ

ابو ناجیہ
لاہور

تبوک میں ایک نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر اور نہایت جامع وعظ فرمایا تھا۔ذیل میں اس وعظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

اللہ پاک کی بہترین حمد وثنا کے بعد فرمایا: اما بعد ہر ایک کلام سے صدق (سچائی) میں بڑھ کر اللہ کی بات ہے۔سب سے بڑھ کر بھروسے کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے۔سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔سب باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف حاصل ہے۔سب بیانات سے پاکیزہ تر یہ قرآن ہے۔بہترین کام اولوالعزمی (بلند ہمتی) کے کام ہیں۔ امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہے۔انبیاء کا طریقہ سب طریقوں سے خوب تر ہے۔شہیدوں کی موت موت کی سب قسموں سے بزرگ تر ہے۔سب سے بڑھ کر اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے۔عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع دے۔ بہترین طریقہ وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں۔بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہے۔بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔تھوڑا اور کافی مال اس زیادہ مال سے اچھا ہے جو غفلت میں ڈال دے۔بدترین معذرت وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کو ہوگی۔بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں مگر دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر کبھی کبھی کیا کرتے ہیں۔سب گناہوں سے عظیم تر جھوٹی زبان ہے۔سب سے بڑی مالداری دل کی مالداری ہے۔سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے۔دانائی کا سرچشمہ خدا کا خوف دل میں ہونا ہے۔دل نشین ہونے کے لیے بہترین چیز یقین ہے۔شک پیدا کرنا کفر کی شاخ ہے۔بین سے رونا جاہلیت کا کام ہے۔چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے۔بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے۔شعر ابلیس کا حصہ ہے۔شراب گناہوں کی جڑ ہے۔برا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے۔سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑتا ہے۔اصل بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو۔تم میں سے ہر ایک نے قبر کی طرف لوٹنا ہے۔معاملات کا حساب آخرت میں ہوگا۔عمل کا سرمایہ اس کا بہترین انجام ہے۔جو بات ہونے والی ہے وہ بہت قریب ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا (یعنی اس کی غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانی ہے۔مومن کا مال دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جیسا کہ اس کا خون۔جو خدا سے استغناء (بے پرواہی) برتتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے۔جو کسی کا عیب چھپاتا ہے۔خدا اس کے عیوب چھپاتا ہے۔جو معاف دیتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے جو غصہ کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے۔جو چغلی کو پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے۔جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے۔پھر تین مرتبہ استغفار پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کو ختم فرمایا۔(زادالمعاد ۵۴۱/۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

آخری قسط

# ملفوظات حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ

مولانا محمد طیب الیاس صاحب
(مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور)

(1) آپ نے علماء کی جماعت کی جانب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روز گذشتہ پر افسوس اور موجودہ دن غنیمت تصور کرتے ہوئے آئندہ دن سے خوفزدہ ہو تب تو بہتر ہے ورنہ جہنم تمہارے لیے تیار ہے۔ (2) فرمایا خدا تعالیٰ نے تین چیزوں کا باہمی ربط قائم فرمایا ہے: (i) فراغت کا عبادت سے۔ (ii) اخلاص کا مخلوق سے۔ (iii) مایوسی نجات میں احکامات کے بجالانے سے۔ (3) فرمایا پر بہار باغات پر تکبر نہ کرو کیونکہ جنت کے باغات سے زیادہ پر بہار نہیں ہو سکتے اور عبادت پر تکبر سے اس لیے بچو کہ ابلیس کثرت عبادت کے باوجود مردود ہوا (کیونکہ اس نے تکبر کیا تھا) اور کرامات کی زیادتی پر اس لیے نازاں نہ ہو کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کا ایک فرد بلعم باعور بہت زیادہ عابد و زاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال کتے سے دی ہے۔ (حاصل یہ ہے کہ تکبر بری بلا ہے تم اس سے بچو)۔ (4) فرمایا زہد (ترک دنیا) کا پہلا درجہ توکل ہے دوسرا درمیانی درجہ صبر ہے اور تیسرا آخری درجہ اخلاص ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (فصلت: ۳۰) "نہ خوفزدہ ہو اور نہ غمگین"۔ (5) فرمایا اگر اہل دنیا تم سے پوچھیں کہ تم نے حاتم اصم سے کیا حاصل کیا ہے؟ تو تم یہ کبھی نہ کہنا کہ ہم نے ان سے علم و حکمت حاصل کیے ہیں بلکہ یہ کہنا کہ ہم نے صرف دو باتیں سیکھی ہیں۔ (i) جو چیز اپنے قبضہ میں ہو اس پر خوش ہو۔ (ii) اس چیز کی توقع کبھی نہ رکھو جو اپنے قبضہ میں نہ ہو۔ (6) آپ سے پوچھا گیا کہ جو کچھ پہلے لوگوں نے پایا ہم نے کیوں نہ پایا؟ فرمایا اس لیے کہ تمہیں پانچ چیزیں نہیں ملیں: (i) نصیحت کرنے والا استاذ۔ (ii) سچا دوست۔ (iii) دائمی کوشش۔ (iv) حلال کمائی۔ (v) سازگار زمانہ۔ (7) فرمایا نیکی کی جڑ تین چیزیں ہیں: (i) خوف۔ (ii) امید۔ (iii) حسب (شرافت) اور بدی کی جڑ تین چیزیں ہیں: (i) تکبر۔ (ii) حرص (لالچ)۔ (iii) حسد۔ (حلیۃ ۷۹/۸)۔ (8) فرمایا کہ مجھے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کی کہ تم لوگوں کے ساتھ ایسے رہو جیسے تم آگ کے ساتھ رہتے ہو کہ تم (آگ) سے نفع حاصل کرو اور ڈرو بھی کہ کہیں وہ تم کو جلا نہ ڈالے۔ (حلیۃ ۸/۷۷)۔ (9) فرمایا تم تین حالتوں میں اپنے نفس کی دیکھ بھال کرو: (i) جب تم کوئی کام کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (ii) جب تم کوئی بات کرو تو تم سوچو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں سن رہا ہے۔ (iii) جب تم خاموش ہو تو سوچو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں چھپی باتوں سے واقف ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں رب تعالیٰ تمہاری طرف توجہ ہے لہٰذا نیکی کا کام کرو نیکی کی بات کرو نیکی ہی کے بارے میں سوچو۔

# خاتون بحیثیت بیوی..........

محمد سہیل اشرفی صاحب
متعلم جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک نادان اور غیر تعلیم یافتہ لڑکی سے سبق لو کہ صرف دو بول پڑھ کر جب ایک شوہر سے تعلق قائم ہوگیا' تو اس لڑکی نے اس دو بول کی ایسی لاج رکھی کہ ماں کو اس نے چھوڑا' باپ کو اس نے چھوڑا' بہن بھائیوں کو اس نے چھوڑا' اپنے خاندان کو چھوڑا' اور پورے کنبے کو چھوڑا' اور شوہر کی ہوگئی اور اس کے پاس آ کر مقید ہوگئی تو اس دو بول کی اس نادان لڑکی نے اتنی لاج رکھی اور اتنی وفاداری کی۔

تو حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ ایک نادان لڑکی تو اس دو بول کا اتنا بھرم رکھتی ہے کہ سب کو چھوڑ کر ایک کی ہوگئی' لیکن تم سے یہ نہیں ہوسکا کہ تم یہ دو بول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اس اللہ کے ہو جاؤ جس کے لیے یہ دو بول پڑھے تھے۔ تم سے تو وہ نادان لڑکی اچھی ہے کہ یہ دو بول پڑھ کر اس کی اتنی لاج رکھتی ہے تم سے اتنی لاج بھی نہیں رکھی جا سکتی کہ اس اللہ کے ہو جاؤ۔

**عورت کی شوہر کیلئے قربانیاں:** تم یہ دیکھو کہ اس نے تمہاری خاطر کتنی بڑی قربانی دی۔ اگر بالفرض معاملہ برعکس ہوتا اور تم سے یہ کہا جاتا کہ تمہاری شادی ہوگی' لیکن تمھیں اپنا خاندان چھوڑنا ہوگا۔ اپنے ماں باپ چھوڑنے ہوں گے۔ تو یہ تمہارے لیے کتنا مشکل کام ہوتا' ایک اجنبی ماحول' اجنبی گھر' اجنبی آدمی کے ساتھ زندگی بھر نباہ کے لیے وہ عورت مقید ہوگئی۔ اس لیے تم اس کی قربانیوں کا لحاظ کرو اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔

**ایک غلط فہمی کاازالہ:** ایک بات اور قابل غور ہے اور اس میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے وہ یہ کہ عورت کے ذمہ شوہر کا اور اس کی اولاد کا کھانا پکانا واجب نہیں تو شوہر کے جو ماں باپ اور بہن بھائی ہیں ان کے لیے کھانا پکانا اور ان کی خدمت کرنا بطریق اولی واجب نہیں۔ ہمارے ہاں تو دستور چل پڑا ہے کہ جب بیٹے کی شادی ہوئی تو اس بیٹے کے ماں باپ سمجھتے ہیں کہ بہو پر بیٹے کا حق بعد میں ہے اور ہمارا حق پہلے ہے لہٰذا بہو ہماری خدمت ضرور کرے۔ چاہے بیٹے کی خدمت کرے یا نہ کرے پھر اس کے نتیجے میں ساس بہو بھاوج اور نندوں کے جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

**والدین کی خدمت کس کے ذمے ہے؟** والدین کی خدمت لڑکے کے ذمے واجب ہے کہ وہ خود ان کی خدمت کرے' البتہ

یہ اس لڑکے کی بیوی کی سعادتمندی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے والدین کی خدمت بھی خوشدلی سے اپنی سعادت اور باعث اجر سمجھ کر انجام دے لیکن لڑکے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے والدین کی خدمت کرنے پر مجبور کرے جب کہ وہ خوشدلی سے ان کی خدمت پر راضی نہ ہو۔ اور نہ والدین کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بہو کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ہماری خدمت کرے لیکن اگر وہ بہو خوشدلی سے اپنی سعادت مندی سمجھ کر اپنے شوہر کے والدین کی جتنی خدمت کرے گی انشاءاللہ اس کے اجر میں اُتنا ہی اضافہ ہوگا۔ اس بہو کو ایسا کرنا بھی چاہیے تا کہ گھر کی فضاء خوشگوار رہے۔

**ازواج مطہرات کے ساتھ نبی علیہ السلام کا سلوک :** جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت نو ازواجِ مطہرات آپ کے نکاح میں تھیں وہ ازواجِ مطہرات آسمان سے نازل کیے ہوئے فرشتے نہیں تھے وہ اسی معاشرے کے افراد تھے اور ان کے درمیان وہ باتیں بھی ہوا کرتی تھیں جو سوکنوں کے درمیان آپس میں ہوا کرتی ہیں اور مسائل بھی کھڑے ہوتے تھے جو بعض اوقات شوہر اور بیوی میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کبھی ہاتھ نہ اُٹھایا۔

**ایک قابل عمل واقعہ :** حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے :

کہ آج میرے نکاح کو پچپن ۵۵ سال ہو گئے ہیں لیکن الحمدللہ کبھی اس پچپن سال کے عرصہ میں لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اُڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزار دی۔ اور یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس میں نا گواریاں پیدا ہوتی ہیں، یہ بات ممکن نہیں کہ نا گواری نہ ہوتی ہو لیکن فرماتے ہیں کہ میں نے لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔

اور اس سے آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا مجھے پانی پلا دو یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کر دو، میں خود اپنے شوق اور جذبے سے سعادت سمجھ کر ان کا خیال رکھتی تھی اور ان کا کام کرتی تھی۔

جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی زندگی کے مطابق زندگی گزارے تو خوشحالی ہی خوشحالی ہے۔

افسوس اے انسان تو خوشحالی کی خاطر غیروں کے طریقوں اور اپنی سوچوں کو مدنظر رکھ کر زندگی کو خوشگوار سمجھتا ہے جب کہ اس کے بدلے تمہیں پریشانی اور مصیبت ہی ملتی ہے۔ خدا کے واسطے اپنی زندگی کو بدلیں اور ان باتوں پر عمل کر کے خوشگوار زندگی حاصل کریں۔

اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے اور بیوی کے ساتھ اچھے برتاؤ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# سب کاموں کی کنجی

افادات:
مفکر اسلام
سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ

میں آپ سب سے کہتا ہوں اللہ کو یاد کرنا، اللہ سے مانگنا، اللہ کو راضی رکھنا سیکھ لیجیے سب کام بن جائیں گے۔ دنیا کی جتنی چیزیں ہیں سب بےوفا، بےمروت، طوطا چشم ہیں۔ جوانی ہے صحت خراب قصہ ختم، صحت ٹھیک کاروبار فیل تو سب بیکار، اگر خدا کو محبوب رکھے تو جوانی بھی ہے صحت بھی ہے اور سب کچھ ہے۔

ساری مشکلوں، مصیبتوں کا علاج ایک اللہ کا تعلق پیدا کرنا ہے، وہی سب کچھ کرتا ہے۔ اللہ کی نیک بندیوں کے حالات پڑھو کہ انہوں نے کسی چیز میں دل نہیں لگایا، نہ جوانی میں نہ صحت میں نہ طاقت اور حسن و جمال میں۔ انہوں نے صرف اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا۔ اللہ کا نام لینا، راتوں کو اٹھنا توبہ و استغفار کرنا، درود شریف پڑھنا، تلاوت قرآن کرنا، اسلامی عقائد (و اصولوں کے مطابق) بچوں کی پرورش کرنا، توحید کے بیج ان کے دل میں بونا، گناہ کی نفرت پیدا کرنا، اللہ کا نام سکھانا، اسلامی آداب و اخلاق کی تعلیم دینا یہ ان کے مشغلے رہے۔ نتیجہ یہ کہ گھر کا ماحول اسلامی، دل خوش، اللہ راضی اگر اللہ ناراض تو سب ناراض۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے فرماتا ہے:

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ.
(الاحزاب: ۳۳)

"اور جاہلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھاتی مت پھرو"۔

(اے خواتین اسلام!) تمہارا دل گھروں میں لگنا چاہیے، سینما گھروں میں نہیں، محفلوں اور بازاروں میں نہیں، تمہاری جگہ، تمہاری سلطنت تمہارا گھر ہے غریب ہو یا امیر۔ باہر نکلو گی تو تم وہ نہ رہو گی جو گھر میں ہو۔ گھر میں تمہارا حکم چلے گا، اولاد تمہاری خدمت کرے گی۔ گھر سکون و اطمینان کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے جو پسند کیا وہی تم کو اپنے لیے پسند کرنا چاہیے، وہی تمہارے لیے نمونہ ہے۔ اسلام سے پہلے کا زمانہ جو جاہلیت کا زمانہ تھا اس کی طرح بناؤ سنگھار نہ کرو۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، نماز کے لیے (گھر کے کسی گوشہ میں) جگہ مقرر کرو، جگہ پاک وصاف ہو کہ وہاں تسبیح پڑھ سکو، دینی کتابوں کا مطالعہ کر سکو، اپنے بچوں کو دین کی باتیں سکھا سکو۔ جو وقت بچے اس میں شوہر کی خدمت کرو۔

اب (زمانہ حال میں) جو اولادیں ماں کی گود میں پلتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ کیسی ہوں گی۔ (کیونکہ) جیسی گود ویسی اولاد۔ جب وہ (مائیں) زبان سے اللہ کا نام نہ لیں گی، تلاوت نہ کریں گی (گانوں اور فلموں کی دلدادہ ہوں گی اور ناولوں، ڈائجسٹوں کی رسیا ہوں گی) تو کیا اثر ہوگا (اولاد پر)؟

(ماخوذ از: خواتین اور دین کی خدمت مع اضافہ)

بچوں کا علم و عمل

# کام کی باتیں

محمد عرفان گوندل
متعلم جامعہ اشرفیہ لاہور

**غریبی سات چیزوں سے آتی ہے:**

(۱) جلدی جلدی نماز پڑھنے سے (۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے (۳) پیشاب کرنے کی جگہ ہی وضو کرنے سے (۴) کھڑے ہو کر پانی پینے سے (۵) منہ سے چراغ بجھانے سے (۶) دانتوں کے ساتھ ناخن کاٹنے سے (۷) دامن یا آستین سے منہ صاف کرنے سے۔

خوشحالی سات چیزوں سے آتی ہے: (۱) قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے (۲) پانچوں وقت نماز پڑھنے سے (۳) اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے سے (۴) غریبوں اور مجبوروں کی مدد کرنے سے (۵) گناہوں سے معافی مانگنے سے (۶) ماں باپ اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنے سے (۷) صبح کے وقت سورۃ یاسین اور شام کے وقت سورۃ واقعہ کے پڑھنے سے۔

(تفسیر حیاۃ ص:۲۳)

علم ۔ دولت اور عزت تینوں دوست تھے ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آیا۔ علم نے کہا مجھے درسگاہوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عزت خاموش رہی۔ علم اور دولت نے عزت سے خاموشی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں دوبارہ نہیں ملتی۔

(بکھرے موتی ص:۱۷۱)

مسند احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل چار قسم کے ہیں ایک صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو۔ دوسرا وہ دل جو غلاف آلود ہو۔ تیسرا وہ دل جو الٹا ہو۔ چوتھا وہ دل جو مخلوط ہو۔ پہلا دل مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔ دوسرا دل کافروں کا ہے جس پر کفر کے پردے پڑے ہیں۔ تیسرا دل خالص منافق کا ہے جو جاننے کے باوجود انکار کرتا ہے۔ چوتھا دل اس منافق کا ہے جس کے اندر ایمان اور نفاق دونوں جمع ہوں۔ ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہے اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح جس میں پیپ اور خون بڑھ رہا ہے جو مادہ بڑھ جائے وہ دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: ج۱ص۸۹)

# بچوں کا علم و عمل

# طالب علموں کیلئے کتاب کے حقوق

جناب محمد وقاص احمد صاحب
جوڑا پل لاہور

علم کے ذرائع میں ایک اہم ذریعہ کتاب ہے، علماء نے لکھا ہے کہ:

خیر الجلیس فی الزمان کتاب (تذکرہ السامع والمتکلم: صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ :- ''زمانے بھر میں بہترین ہم نشین کتاب ہے۔''

اس لیے کہ کتاب ام العلوم ہے اور اس کو بہترین ہم نشین اس لیے کہا گیا کہ یہ طالب علم کو پیش آنے والے (بہت سی باتوں کا نہ جاننے کے) غم اور حادثوں سے (جاننے کے بعد اس غم سے فارغ کر دیتی ہے)۔
(تذکرہ السامع والمتکلم: صفحہ ۱۷۰)

بہرحال یہ بات واضح ہے کہ کتاب حصول علم کا اہم اور بڑا ذریعہ ہے کہ اسی کے ذریعہ علم حاصل کیا جاتا ہے اس لیے اس کا ادب واحترام انتہائی ضروری ہے۔

**کتاب عاریت پر لینا :** بہتر یہ ہے کہ کتابوں کو خریدنا چاہیے۔ پس جب کتاب خریدے تو اچھی طرح اس کو شروع آخر اور درمیان سے دیکھے اور اس کے بعد ابواب کی ترتیب اور صفحوں کو بھی الٹ پلٹ کر دیکھے۔

اگر خریدنا مشکل ہو تو پھر کتاب عاریت پر لینی چاہیے۔ کیونکہ کتاب آلہ تحصیل علم ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ نظر رہے کہ صرف کتابوں کو حاصل کرنا اور ان کی مقدار کا بڑھالینا علم کا مقصود نہ ہو جائے اور ان کا جمع کرنا فہم کا حصہ نہ بن جائے جیسا کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

بہرحال ضرورت ہو تو کتاب عاریت پر لی جائے اور کتاب کو عاریت پر دینا بھی چاہیے کیونکہ اس میں علم کی اعانت ہے اور اجر و ثواب بھی ہے۔ پر ایک آدمی نے ابو عتاھیہ سے کہا: مجھے اپنی کتاب عاریت پر دے دیں۔ تو انہوں نے کہا: مجھے ناپسند ہے۔ تو اس نے کہا: کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں کہ بھلائیاں ناگواریوں کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں تو انہوں نے اس کو کتاب عاریت پر دے دی۔ (تذکرہ السامع والمتکلم: صفحہ ۶۸)

**عاریت پر لینے کے آداب:**

1- عاریت پر لینے والے کے لیے مناسب ہے کہ وہ دینے والا کا شکرگزار ہو اور اس پر اس کو اچھا بدلہ دے۔

2- بغیر ضرورت کے زیادہ دنوں تک اپنے

پاس نہ رکھے۔

3- جب دینے والا مانگے تو فوراً واپس کر دے اس سے لاپرواہی نہ کرے۔

4- بغیر مالک کی اجازت کے کتاب کو صلاح و درست نہ کرے۔

5- حاشیہ آرائی نہ کرے۔ کتاب کے شروع و آخر خالی صفحات پر نہ لکھے ہاں اگر یہ جانتا ہو کہ لکھنے سے دینے والا ناراض نہ ہوگا تو مناسب ہے۔

6- کتاب کو کالا نہ کرے۔

7- کسی دوسرے کو عاریت پر بھی نہ دے۔

8- کسی دوسرے کے پاس بلاضرورت شرعی امانت نہ رکھوائے۔

9- بغیر مالک کی اجازت کے کوئی عبارت مٹائے بھی نہیں۔

10- کتاب میں کاغذ (کے دستے وغیرہ) نہ رکھے اور کتاب پر کاغذ رکھ کر بھی نہ لکھے اور کتاب پر دوات بھی نہ رکھے۔ (تذکرہ السامع والمتکلم: صفحہ ۱۶۹)

11- جب مستعار لے یا واپس کرے تو دیکھ کر واپس کرے (کہ کوئی چیز نہ رہ جائے) (تذکرۃ السامع والمتکلم: صفحہ ۱۷۲)

☆☆☆

قسط نمبر: 2

## لقمان حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اپنے بیٹے کو سو نصیحتیں

محمد سلیم صاحب متعلم جامعہ عبداللہ بن عمر

(۲۱) آمدنی اندازے کے مطابق خرچ کر (۲۲) ہر کام میں میانہ روی اختیار کر (۲۳) بہادری کو پیشہ بنا (۲۴) مہمان کی خدمت ضرور ادا کر (۲۵) جسم اور بدن کو پاک رکھ (۲۶) بچے کو علم سکھا (۲۷) اگر ممکن ہو تو سواری اور تیر اندازی تو سیکھ (۲۸) جو جوتا اور موزہ تو پہنے تو دائیں سے شروع کر اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتار (۲۹) جب رات کو تو بات کرے تو آہستہ اور نرم بات کر اور جب تو دن کو بات کرے تو ہر طرف دیکھ لے (۳۰) کم کھانا اور کم بولنا اس کی عادت ڈال (۳۱) ہر وہ چیز جس کو تو اپنے لیے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لیے پسند نہ کر (۳۲) عورت اور بچے کو راز مت کہو (۳۳) بغیر سوچے کام میں مت لگ (۳۴) آج کا کام کل پر مت ڈال (۳۵) اپنے سے بڑے کے ساتھ مذاق مت کر (۳۶) حاجت مند آدمی کو نہ امید مت کر (۳۷) گزشتہ لڑائی کو یاد مت کر (۳۸) لوگوں کی نیکی کو اپنی نیکی کے ساتھ مت ملا (۳۹) اپنوں سے صلہ رحمی کو قطع مت کر (۴۰) اس شخص کو عیب کے ساتھ یاد مت کر جو نیک ہو۔

## بچوں اور بچیوں کو سخاوت کی عادت ڈالیئے

اپنے روپے پیسے سے مسکینوں، غریبوں، عزیزوں اور دوستوں کو دینا دلانا، کھانا پلانا سخاوت کہلاتا ہے سخاوت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں انہیں ان کی اس صفت کا بدلہ دینے کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک باغ میں مزدوری کی آپ کو اس کام کے بدلے کچھ اناج باغ والے نے دیا۔ آپ نے گھر آکر اس اناج کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ کھانے کے لیے گھر میں دے دیا۔ جب کھانا پک کر تیار ہوا تو ایک مسکین نے آکر سوال کیا آپ نے سارا کھانا اسے دلوادیا۔ آپ نے دوسرا پکوایا ہی تھا کہ ایک یتیم کے بارے میں معلوم ہوا کہ بھوکا ہے۔ آپ نے یہ کھانا اس کو دے دیا۔ اور تیسرا حصہ پکوایا۔ یہ تیار ہوا ہی تھا کہ ایک بھوکا شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ نے یہ تیسرا حصہ بھی اس کو دے دیا۔

غور کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیسے سخی تھے۔ کہ رات بھر محنت مشقت کرنے کے باوجود دن میں خود تو بھوکے ہی رہے اور اپنا کھانا مسکین، یتیم اور محتاج کو دے دیا۔ (حنہ عتیق)

☆☆☆

بچوں کا علم و عمل

## بلی کو ستانے والی ایک لڑکی

ایک لڑکی کے پاس چھوٹی سی معصوم بلی تھی، لڑکی اس کے ساتھ کھیلتی اور اس کو ستاتی بھی تھی، کبھی اس کو مضبوطی سے ڈور کے ساتھ باندھتی اور اوپر سے نیچے لٹکا دیتی۔ کبھی زمین پر گھسیٹتی، کبھی اس کا اتنا گلا گھونٹتی کہ وہ معصوم بلی مرنے کے قریب ہو جاتی۔ بلی کی عادت تھی کہ وہ پھر بھی لڑکی کے قریب سوتی تھی۔ ایک مرتبہ بلی نے دیکھا کہ لڑکی سوئی ہے اور اچانک ایک لومڑی آئی اور لڑکی کے بستر کے پاس پہنچی بلی نے جھپٹ کر اس پر چھلانگ لگائی اور لومڑی کو دانتوں اور پنجوں سے خوب زخمی کر دیا۔ اس دوران یہ لڑکی گھبرا کر اٹھ گئی۔ یہ وحشت ناک منظر دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی اس کے والدین دوڑے آئے اور بلی کا کارنامہ دیکھا تو انہوں نے لڑکی کو بہت ملامت کی کہ تم اس کو اتنا ستاتی ہو اس نے تمہاری جان بچائی ہے۔ کیا تم نے اپنی استانی سے حضور اکرم ﷺ کی حدیث کا بلی والا قصہ نہیں سنا کہ ایک عورت نے بلی باندھ رکھی تھی۔ نہ اس کو کھلاتی پلاتی تھی نہ کھلا چھوڑتی تھی کہ وہ خود کہیں سے کھا لے حتیٰ کہ وہ بلی تڑپ تڑپ کر مر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو جہنم میں داخل کر دیا۔

لہٰذا" بیٹی!

حیوان کو بے جا مت ستایا کرو نہ اس کو بھوکا پیاسا رکھا کرو پھر لڑکی اپنی بلی سے بہت خوش ہو گئی اس کے ساتھ محبت کرنے لگی اس کو خوب کھلاتی پلاتی۔ اور جب بلی ادھر ادھر ہو جاتی تو پریشان ہو کر اس کو تلاش کرتی۔ (نواسی حافظ محمد الیاس)

(1) ۱۳صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بمطابق ۴ اپریل ۲۰۰۴ء ماہانہ بیان کے سلسلہ میں مہتمم جامعۂ ہذا حضرت مولانا محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ کا بیان ہوا۔ موضوع تھا ’’اسلام جامع ترین مذہب ہے‘‘۔ بیان کا دورانیہ تقریباً ۴۵ منٹ تھا۔

(2) جامعۂ ہذا کے نائب ناظم جناب محمد معروف صاحب زیدہ مجدہ کے گھر کی تعمیر مکمل ہوگئی ہے اور آپ اس میں شفٹ بھی ہو گئے ہیں۔

(3) مسجد اشرف المساجد کے وضو خانے میں ٹائلیں لگ رہی ہیں۔ جب کہ مسجد میں ماربل کی رگڑائی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

(4) درس گاہوں کی تیسری منزل کا لینٹر عنقریب پڑنے والا ہے فی الحال سریہ کا کام ہو رہا ہے۔

(5) جامعہ ہذا کے شعبۂ حفظ میں ایک نئے قاری صاحب کا تقرر ہوا ہے اور ابھی مزید ایک تجربہ کار ماہر شادی شدہ قاری صاحب کی ضرورت ہے۔

(6) مدرسہ ہذا کے باورچی جناب محبوب صاحب بوجہ اپنی شادی مدرسہ کو مکمل طور پر چھوڑ کر جا چکے ہیں۔اور نئے باورچی کا بحمداللہ انتظام بھی ہو چکا ہے۔

(7) ایک باشرع، چاک و چوبند چوکیدار کی ضرورت ہے جو اپنا ذاتی لائسنس والا اسلحہ رکھتا ہو، لکھنا پڑھنا جانتا ہو اور عمدہ اخلاق کا مالک ہو۔

(8) ۱۲ ربیع الاول کو اس مدرسہ میں تمام شعبۂ زندگی سے متعلق سنتوں کا عملی امتحان ہوتا ہے۔

(9) مدرسہ کے قرب و جوار میں مدرسہ کے لیے جگہ لینے کا مشورہ ہوا ہے جگہ کا تخمینہ 2500000/- (پچیس لاکھ روپے) ہے۔ قارئین کرام سے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

# قارئین کرام سے چند ضروری گذارشات

(1) اس خالص دینی وعلمی رسالے **علم وعمل** کو خود پڑھیں اور تبلیغ کی نیت سے اپنے عزیز واقارب، دوست واحباب کو پڑھائیں، پہنچائیں یا لگوائیں اور گھر بیٹھے تبلیغ کا ثواب پائیں۔ (2) کوئی صاحب ایصال ثواب کے لیے چھپوانا چاہیں تو از راہِ کرم ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ (3) اگر کوئی صاحب رسالہ کے لیے مضمون ارسال کرنا چاہیں تو دفتر جامعہ ہذا پہنچا دیں۔ مضمون خالص دینی، باحوالہ ہو اور مضمون باری آنے پر شائع کیا جائے گا۔ (4) تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے نیز ہر دفعہ تبصرہ کتب شائع نہیں کیا جاتا۔ (5) اگر کوئی صاحب رسالے کے متعلق تبصرہ یا اپنی آراء بھیجنا چاہیں تو ضرور ارسال فرمائیں آپ کی آراء رسالہ کی بہتری کے لیے معاون ومددگار رہوں گی۔

**نوٹ**: اس رسالہ کی قیمت میں چونکہ صرف ضروری خرچ وصول ہوتا ہے اس لیے سالانہ زرمبادلہ میں مزید رعایت کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

## قارئین کرام کے لیے عظیم خوشخبری

آپ کا یہ رسالہ علم وعمل انشاءاللہ انٹرنیٹ پر بھی اب پوری دنیا میں پڑھا جا سکتا ہے۔ ایڈریس یہ ہے:

http://www.hadaaya.com